Majallah-yi Talim o Tahqiq

مجلہ تعلیم و تحقیق

Markaz Talim o Tahqiq, Gulshan-e-Taleem,
Sector H-15, Islamabad, Pakistan

مرکز تعلیم و تحقیق، گلشنِ تعلیم، ایچ۔۱۵، اسلام آباد، پاکستان

ISSN (P): 2618-1355, ISSN (Online): 2618-1363

Issue 1,Vol 7,January- March,2025

شمارہ ۱، جلد ۷، جنوری—مارچ، ۲۰۲۵

عیون الاثر میں وارد ارھاصات نبوی ﷺ کا تحقیقی مطالعہ

A Research Analysis of the Prophetic Signs Recorded in *Uyoon al-Athar*

Zabih Ullah[1]

Muhammad Ghayas Uddin[2]

Abstract:

The blessed biography of the Holy Prophet ﷺ serves as the ultimate source of guidance for humanity. This is why Allah Ta'ala granted him the unique distinction of having every aspect of his life—whether personal, social, or political—preserved in its entirety. The Islamic perspective on studying his biography differs significantly from a general historical approach. For Muslims, learning about the life of the Messenger of Allah ﷺ is not merely an academic pursuit but a religious obligation and a vital necessity.

Throughout human history, no individual's life has been documented as extensively as his. Scholars from every era and region have dedicated their efforts to writing about his life, each contributing according to their abilities. Among these contributions, one of great significance is the work of the 7th-century scholar Muhammad bin Sayyid al-Nas (may Allah have mercy on him), titled *Oyoon al-Athar fi Funoon al-Maghazi wa al-Shama'il wa al-Seer*.

This book is a comprehensive account of the Prophet's ﷺ biography. In it, the author beautifully chronicles the events of his life before prophet hood, gathering all the prophetic virtues. This work also provides a research-based study of these accounts to distinguish truth from falsehood. Among these events, the focus of this paper is on the unusual ones.

Key words: Humanity, Virtue, Biography, distinction, Messenger.

[1] Ph.D scholar department of Islamic Studies SBBU sheringal Dir Upper.

[2] Assistant professor GDC Chitral

تمہید:

انسانیت کے لئے رہنمائی کا مثالی سرچشمہ حضور ﷺ کی سیرت مبارکہ ہے۔ یہی سبب ہے کہ اللہ تعالیٰ نے یہ امتیاز صرف حضور ﷺ کو عطا فرمایا کہ آپ کی حیات مبارکہ کا ایک ایک لمحہ محفوظ ہے۔ چاہے اس کا تعلق آپ ﷺ کی انفرادی زندگی سے ہو، معاشرتی زندگی سے یا سیاسی زندگی سے۔ جہاں تک مطالعہ سیرت کے اسلامی نقطہ نظر کا تعلق ہے تو یہ عام نقطہ ہائے نظر سے بالکل جداگانہ ہے۔ کیوں کہ ایک مسلمان کے لیے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مبارک زندگی کا مطالعہ محض علمی مشغلہ ہی نہیں بلکہ یہ ایک دینی ضرورت اور شرعی فریضہ ہے۔

تاریخ انسانی میں آپ ﷺ کی زندگی پر سب سے زیادہ لکھا گیا، ہر دور اور ہر خطے کے اہل علم نے اپنی استطاعت کے مطابق آپ ﷺ کی حیات طیبہ پر لکھنے کی سعادت حاصل کی اور سیرت طیبہ کی خدمت کی، ان خدمات میں سے ایک گراں قدر خدمت ساتویں صدی کے سیرت نگار محمد بن سید الناس رحمہ اللہ[3] کی ہے جو "عیون الأثر في فنون المغازي والشمائل و السیر" ہے۔

سیرت رسول ﷺ کے حوالے سے یہ ایک جامع کتاب ہے، جو زیادہ طویل ہے نہ ہی بہت زیادہ مختصر، اس لئے یہ عوام وخواص دونوں کے لئے مفید ہے۔ ابن سید الناسؒ نے اس کتاب میں احادیث رسول ﷺ سے استفادہ کرنے کی کوشش کی ہے اور اس میں عالی سند والے روایات کو جمع کیا ہے۔ کتاب کی جامعیت کے وجہ سے بعد کے سیرت نگاروں نے اس کتاب سے کافی استفادہ کیا ہے۔ جیسے محمد بن یوسف الصالحہ الشامیؒ نے اپنے کتاب سبل الهدى والرشادفی سیرت خیر العباد میں اس کتاب سے استفادہ کیا ہے۔ علی ابن ابراہیم نے اپنی کتاب انسان العیون فی سیرة الامین والمامون میں بھی اس کتاب سے استفادہ کیا ہے۔

عیون الاثر کی جامعیت مسلم ہے، ابن سید الناس نے محمد ﷺ کی پیدائش سے نبوت تک کے واقعات کو تفصیل سے بیان کئے ہیں، انہی واقعات میں سے جو خارق عادت واقعات ہیں وہ اس مقالے کا موضوع ہے۔

ارہاصات:

ارہاصات ارہاص کی جمع ہے جس کے معنی تمہید کے ہیں، ابن فارس نے مقائیس اللغۃ میں اس کی وضاحت کچھ اس طرح کی ہے کہ:

"رَهصَ- الرهصُ"الراءُ والهاءُ والصادُ اصل یدل علی ضغط و عصر و ثبات۔۔۔شدة العصر[4]. راء، ہا اور صاد کا مادہ دبانے، سخت نچوڑنے، ثبات اور مظبوطی کے معنی کے لئے استعمال ہوتا ہے۔

ابن تیمیہ نے ارہاص کی وضاحت کچھ اس طرح کی ہے کہ:

الارهاص هو مقدمة الشيءِ: والارهاص اصطلاحا ما یصدرُ من النبی قبل النبوةِ من امر خارق للعادة تمهیداً لها[5]۔ ارہاص وہ چیز جو کسی دوسرے چیز کے لئے مقدمہ ہو اور اس کی اطلاع دیتی ہو۔ اصطلاحاً اس سے مراد وہ واقعات ہیں جو کسی نبی سے اس کی مبعوث ہونے سے پہلے نبوت کے تمہید کے طور پر صادر ہوتے ہیں۔

---

[3] ۔ آپ ابوالفتح محمد ابن محمد ابن سید الناس الیعمری الشافعی ہیں، آپ 671ھ کو قاہرہ میں پیدا ہوئے۔ آپ محدث اور سیرت نگار ہیں، آپ کئی کتابوں کے مصنف ہیں، آپ کے شیوخ میں آپ کے والد کے علاوہ اسماعیل بن عبدالرحمان، عزالدین ابوالقاسم، ابن دقیق العید وغیرہ ہیں۔ آپ نے 734ھ میں وفات پائی، الزرکلی، خیر الدین، الاعلام، (بیروت، دار العلم، 1058ھ) ج7، ص34۔

[4] ۔ احمد ابن فارس الرازی، معجم مقاییس اللغۃ، (بیروت، دار الفکر، 1979) ج2، ص449۔

[5] ۔ تقی الدین ابو العباس احمد بن عبد الحلیم بن عبد السلام بن عبد اللہ بن ابو القاسم بن ابو محمد ابن تیمیہ الحرانی، النبوات، ا(الریاض السعودیہ، لضواء السلف،، 2000) ج6، ص8۔

علامہ جرجانی نے التعریفات میں ارہاص کی اصطلاحی تعریف کچھ یوں کی ہے۔

الارهاص: احداث امر خارق للعادة دال على بعثة نبی قبلل بعثته[6]-ارہاص: نبی کے مبعوث ہونے سے قبل ایسے خلاف عادت واقع کا ظاہر ہونا ہے جو اس کی مبعوث ہونے پر دلالت کریں۔

ان خارق عادت امور میں سے ابن سید الناسؒ نے جن کا تذکرہ کیا ہے وہ درجہ ذیل ہیں۔

پیدائش سے پہلے کے واقعات:

نبی مہربان ﷺ کی پیدائش سے قبل بعض ایسے واقعات رونما ہوئے ہیں جو عام طور پر رونما نہیں ہو جاتے۔ انہی واقعات میں سے چند مشہور واقعات عیون الاثر نے بھی ذکر کئے ہیں جو کہ ارہاصات کے ذیل میں آتے ہیں۔ سب سے پہلا واقعہ یہ ذکر کیا ہے جب نبی مہربان ﷺ اپنے ماں کے پیٹ میں تھے تو آپ ﷺ کی ماں نے جو کچھ محسوس کیا ان کا تذکرہ کیا ہے مثلاً آپ ذکر کرتے ہیں کہ ابن اسحاقؒ نے کہا ہے کہ لوگ جو باتیں کرتے ہیں ان سے یہی گمان ہوتا ہے۔ واللہ اعلم کہ آپ ﷺ کی ماں بتاتی کہ جب وہ آپ ﷺ کے ساتھ حاملہ ہو گئی تو کسی نے آکر کہا کہ " بے شک تم اس امت کے سردار کے ساتھ حاملہ ہو گئی ہو۔ پس جب وہ زمین پر پڑ جائے تو کہو میں اسے ایک کے پناہ میں دیتی ہوں ہر حسد کرنے والے کے شر سے "اور اس کا نام محمد رکھو۔[(7)]

محمد بن عمرؒ نے علی بن زیدؒ سے اور اس نے عبداللہ بن وہب بن زمعہؒ سے وراس نے اپنے والد سے اور اس نے اپنے چچا کے طریق سے کہا ہے کہ اس نے کہا کہ ہم سنتے تھے کہ جب رسول اللہ ﷺ کے ساتھ آپ کی ماں آمنہ بنت وہب حاملہ ہو گئی تو وہ کہتی تھی۔ "مجھے کوئی پتہ نہ چلا کہ میں حاملہ ہو گئی ہوں نہ ہی میں نے آپ کا کوئی بوجھ محسوس کیا جس طرح عورتیں محسوس کرتی ہیں، بس مجھے صرف حیض بند ہونا عجیب سالگا۔" کبھی وہ فرماتی، ایک آنے والا میرے پاس آیا جب میں سونے اور جاگنے کے درمیان تھی اور کہا: تمہیں پتہ ہے کہ تم حاملہ ہو گئی ہو؟ تو گویا میں جواب دیتی کہ مجھے پتہ نہیں۔ اس نے کہا کہ بے شک تم اس امت کے سردار اور نبی کے ساتھ حاملہ ہو، یہ پیر کا دن تھا۔ آگے اس حدیث میں ہے کہ پھر وقت گزرتا رہا یہاں تک کہ پیدائش کا وقت قریب آیا تو "آنے والے" نے کہا کہ "کہو میں اسے ایک کے پناہ میں دیتی ہوں۔[(8)] زہریؒ نے کہا ہے کہ آمنہ نے کہا ہے میں اس کے ساتھ حاملہ ہو گئی لیکن پیدائش تک مجھے کوئی تکلیف محسوس نہ ہوئی۔[(9)]

---

[6] ۔ علي بن محمد بن علي الزين الشريف الجرجان، کتاب التعريفات، (بیروت، دار الکتب علمیہ، 1983) ص16۔

[7] ۔ بیہقی، ابو بکر احمد بن حسین دلائل النبوہ، (بیروت، دار الکتب علمیہ، 1988) ج1، ص109۔

بیہقی میں اس روایت کی سند یہ ہے (أخبرنا أبو عبد الله الحافظ قال حدثنا أبو العباس محمد بن يعقوب قال حدثنا أحمد بن عبد الجبار قال حدثنا يونس بن بكير عن ابن إسحاق) حکم الحدیث: یہ روایت ضعیف ہے کیونکہ اس کے سند میں محمد بن یعقوب اور احمد بن عبد الجبار ہیں جن کو محدثین نے ضعیف کہا ہیں۔

[8] ۔ ابن سعد، محمد، طبقات الکبریٰ، ترجمہ: عبداللہ عمادی (کراچی، نفیس اکیڈمی، س-ن) ج1، ص98۔ حکم الحدیث: یہ روایت ضعیف ہے کیونکہ اس حدیث کے سند میں علی بن زید اور محمد بن عمر الواقدی ہیں۔ جس کو محدثین نے ضعیف کہا ہے۔

[9] ۔ حلبی، علامہ ابن برہان الدین، سیرت الحلبیہ، ترجمہ: محمد اسلم قاسمی (کراچی، دار الاشاعت، 2009) ج6، ص108۔ ابن سعد، طبقات الکبریٰ، ج1، ص98۔ اس روایت کی سند یہ ہے۔(حدثنا طلحة بن عمرو ، عن عطاء ، عن ابن عباس) حکم الحدیث: یہ روایت ضعیف ہے کیونکہ اس کے سند میں طلحہ بن عمرو ایک راوی ہے جس کو محدثین نے ضعیف اور متروک الحدیث کہا ہے۔

پیدائش کے بعد ارہاصات:

نبی مہربان ﷺ جب اس دنیا میں تشریف لے آئے اور آپ نے دنیا میں آنکھیں کھول دی تو اس کے بعد بہت بڑے بڑے اہم واقعات رونما ہوئے ہیں جو کہ آپ ﷺ کی شان نبوت کے واضح دلائل میں سے ہیں۔ان واقعات کا بھی آپ نے تفصیل سے ذکر کیا ہے، انہی واقعات میں سے کچھ اہم واقعات درجہ ذیل ہیں مثلاً آپ بیان کرتے ہیں کہ ابن السکنؒ نے عثمان بن ابی العاصؓ سے روایت کی ہے جو اپنی ماں فاطمہ بنت عبداللہؓ سے نقل کرتا ہے کہتی ہے کہ میں رات کو نبی ﷺ کے پیدائش کی وقت حاضر تھی اور گھر کی جس چیز کو دیکھتی وہ نور ہی نور تھی اور ستاروں کو دیکھا کہ وہ قریب آگئے، اتنے قریب کہ میں نے کہا یہ مجھ پر گرنے والے ہیں۔(10) کہا جاتا ہے کہ انہوں نے آپ ﷺ پر ایک ٹب رکھا جو دو ٹکڑے ہو گیا۔ یہ اس کے ذہن میں نبوت کی علامات کی ابتدا تھی۔ 11 ابو خیثمہ نے ابو صالح السمانؒ سے ذکر کیا ہے کہتے ہیں کہ کعبؒ نے کہا۔ ہم اللہ کی کتاب میں محمد ﷺ پاتے ہیں کہ آپ ﷺ کی پیدائش مکہ میں ہو گی۔12 عبدالملک بن عمیرؒ سے روایت ہے کہ کعبؒ نے کہا کہ "میں توراۃ میں پاتا ہوں کہ میرے بندے احمد مختار ﷺ کی پیدائش مکہ میں ہو گی۔(13)

ابوالربیع بن سالمؒ نے نقل کیا ہے کہ "بقی ابن مخلدؒ نے اپنی تفسیر میں ذکر کیا ہے کہ ابلیس لعنہ اللہ نے چار چیخیں ماریں ایک چیخ اس وقت جب ملعون ہوا، دوسری اس وقت جب آسمان سے اتارا گیا، تیسری اس وقت جب رسول اللہ ﷺ پیدا ہوئے اور چھوٹی چیخ اس وقت جب سورہ فاتحہ نازل ہوئی۔(14)

ہمیں شیخ ابوالحسن علی بن محمد الدمشقیؒ نے خبر دی ہے میں نے ان کے سامنے پڑھا اور آپ ﷺ سن رہے تھے میں نے کہا آپ کو دو شیوخ ابو عبداللہ محمد بن نصر بن عبدالرحمٰن بن محمد بن محفوظؒ القرشی اور امیر سیف الدولہ ابو عبداللہ محمد بن غسان بن غافل بن نجادؒ الانصاری نے خبر دی ہے اور آپ نے ان کے سامنے پڑھا اور آپ چوتھے حاضر تھے۔ان دونوں نے کہا تھا کہ ہمیں فقیہ ابوالقاسم علی بن الحسن الحافظؒ نے خبر دی ہے کہ ہم نے ان کے سامنے پڑھا۔ پھر ہم سن رہے تھے آپ نے کہا کہ ہم کو شیوخ ابوالحسن علی بن المسلم بن محمد بن الفتح بن علی بن الفقیہؒ اور ابو الفرج غیث بن علی بن عبدالسلام بن محمد بن جعفر بن الارمنازیؒ الصوری الخطیب اور ابو محمد عبدالکریم بن حمزہ بن الحضر بن العباسؒ وکیل دمشق نے خبر دی ہے، انہوں نے کہا کہ ہمیں ابوالحسن احمد بن عبدالواحد بن محمد بن احمد بن عثمان بن ابی الحدیدؒ السلمی نے خبر دی ہے اسے اس کے دادا ابو بکر محمد بن احمدؒ نے خبر دی ہے اور اسے ابو بکر محمد بن جعفر بن محمد بن سہلؒ الخرائطی نے خبر دی ہے اسے علی بن حرب نے بیان کیا اور اسے ابو ایوبؒ یعلیٰ بن

---

10 ۔ بیہقی، دلائل النبوہ، ج1، ص109۔ طبری، محمد ابن جریر، تاریخ الرسل والملوک، (بیروت، دار الکتب العلمیہ، 2004) ج1، ص327۔

11 ۔حکم الحدیث: یہ روایت ضعیف ہے کیونکہ اس روایت کے سند کے میں ایک راوی عبدالعزیز بن عمران ہے جس کو ہیثمی نے متروک الحدیث کہا ہے۔ ہیثمی، مجمع الزوائد و منبع الفوئد، ج8، ص157۔اس روایت کے متن میں بھی بعض الفاظ صحیح نہیں ہیں۔ جیسا کہ بعض روایات سے ثابت ہے کہ روسول اللہ ﷺ کی پیدائش دن کے اوقات میں ہوئی تھی جبکہ اس روایت میں رات کا ذکر کیا گیا ہے۔اس کے علاوہ آپؐ کے اوپر ٹب رکھنے کا ذکر بھی عقل کے خلاف ہے۔

12 ۔ حکم الحدیث: اس روایت کو ناصر الدین البانی نے ضعیف کہا ہے۔

البانی، صحیح وضعیف الجامع، ج3، ص286۔

13 ۔ بیہقی، دلائل النبوہ، ج6، ص78۔ ابن عساکر، ابوالقاسم علی بن حسن، تاریخ دمشق، (بیروت، دار الفکر، 1995) ج1، ص186۔

حکم الحدیث: محمد ناصر الدین البانیؒ نے اس حدیث کو ضعیف کہا ہے۔ البانی، صحیح وضعیف جامع الصغیر، ج1، ص792۔

14 ۔ سہیلی، ابوالقاسم عبدالرحمٰن بن عبداللہ، روض الانف، تحقیق: عمر عبدالسلام، (بیروت، دار الاحیاء التراث العربی، 1421ھ/2000ء،) ج2، ص93۔ سیرت الحلبیہ، ج6، ص148۔

تفسیر قرطبی میں اس روایت کی سند یہ ہے۔ (حد ثنی أبي حد ثنی أبوعبید اللہ الوراق حد ثنا أبو داود حد ثنا شیبان عن منصور عن مجاھد قال)۔اس سے یہ بات واضح ہو جاتی ہے کہ یہ مجاہدؒ کا قول ہے۔اور یہاں تک اس روایت کی سند صحیح ہے۔ تفسیر قرطبی، ج1، ص109۔

عمرانؒ جو جریر بن عبداللہ البجلی کے آزاد کردہ غلاموں میں سے تھے نے بیان کیا اسے مخزوم بن ہانی المخزومیؒ نے اپنے باپ سے بیان کیا اور اس کی عمر ایک سو پچاس سال ہو گئی تھی۔ انہوں نے کہا کہ جب آپ کی پیدائش کی رات تھی تو کسریٰ[15] کے ایوانوں میں زلزلہ آیا اور اس کی وجہ سے چودہ بالا خانے گر گئے، ایران کا آتش کدہ بجھ گیا جو گزشتہ ایک ہزار سال سے نہیں بجھا تھا۔ بحیرہ ساوہ کا پانی خشک ہو گیا اور موبذان نے خواب دیکھا کہ سخت اونٹوں نے عربی گھوڑوں کی قیادت کرتے ہوئے دریائے دجلہ پار کیا اور اس کے ملک میں پھیل گئے۔ جب صبح ہوئی تو کسریٰ بہت خوف زدہ تھا لیکن اس نے بہادری کا مظاہرہ کرنے کے لئے خاموشی اختیار کی۔

ختنہ:

ابن سید الناس نے اپنے کتاب عیون الاثر میں آپؐ کے ختنہ کے حوالے سے روایات نقل کی ہیں انہی روایات میں سے جو روایت آپ نے نقل کی ہے وہ درجہ ذیل ہے۔ مثلاً آپ لکھتے ہیں کہ

ابو حفص عمرو بن عبدالمنعم الدمشقیؒ نے ہمیں خبر دی میرے اس کے سامنے عربیل میں پڑھنے سے جو غوطہ دمشق کا گاؤں ہے کہ تمہیں ابوالقاسم حرستانی نے بتایا ہے جب ان کے سامنے پڑھا گیا اور آپ حاضر تھے تو انہوں نے اقرار کیا کہا ہمیں جمال الاسلام ابوالحسن علی بن مسلمؒ سلمی نے خبر دی ان کو ابو نصر حسین بن محمد بن طلابؒ نے اور اس کو ابن جمیعؒ نے اور ان کو عمر بن موسیٰؒ نے مصیصہ میں ان کو جعفر بن عبدالواحدؒ نے کہ ہمیں صفوان بن ہبیرہؒ اور محمد البرسانیؒ نے ابن جریج سے اس نے عطاءؒ سے اور اس نے کہا کہ ابن عباسؓ نے کہا کہ نبی ﷺ مختون اور ناف کٹا ہوا پیدا ہوئے۔[16]

یہ روایت امام بیہقی نے دلائل النبوہ اور امام سیوطیؒ نے جامع الاحادیث میں نقل کیا ہے۔ اس روایت کے سند میں ایک راوی جعفر بن عبدالواحد الہاشمی القاضی ہیں، امام بغوی نے آپ کو متروک الحدیث کہا ہے۔ ابن عدی نے سارق الحدیث اور واضع الحدیث کہا ہے۔[17] ناصر الدین البانی نے اس روایت کو ضعیف کہا ہے۔[18] آپؐ کے مختون پیدا ہونے کے حوالے سے اور بھی کئی روایات نقل ہوئے ہیں جن کے حوالے سے محدثین نے کلام کی ہے اور ان تمام روایات کو ضعیف کہا ہے۔ البتہ امام حاکم نے کہا ہے کہ اس حوالے سے جو روایات منقول ہیں تو وہ صحیح الاسناد ہیں اور تواتر کے حد تک پہنچتے ہیں۔[19]

بنو سعد میں ہونے والے واقعات:

آپ ﷺ نے اپنے والدہ کے بعد جو سب سے پہلے دودھ پیا تو وہ ثویبہ کا دودھ تھا، اس کے بعد عرب رواج کے مطابق آپ ﷺ کو بنو سعد میں حضرت حلیمہؓ کے حوالے کیا گیا، جب نبی مہربان ﷺ حضرت حلیمہ کے گود میں چلے گئے اور بنو سعد کے خاندان میں منتقل ہو گئے تو وہاں پر عجیب غریب واقعات رونما ہوئے جو کہ آپ ﷺ کے ایک عظیم شان کو ظاہر کرتا ہے، اسی حوالے سے ابن سید الناس لکھتے ہیں کہ آپ ﷺ کو دودھ پلانے کے لئے بنو سعد بنی بکر کی ایک خاتون حلیمہؓ بنت ابو ذوئب کی خدمات حاصل کر لی گئی جو خود بتاتی ہے کہ وہ اپنے علاقے سے اپنے شوہر

---

[15] ۔ایران کے بادشاہ کو کسریٰ کے نام سے پکارا جاتا تھا۔

[16] محمد ابن سید الناس، عیون الاثر فی فنون المغازی والشمائل والسیر، (بیروت، دار القلم، 1993) ج1، ص37۔

[17] شمس الدين أبو عبد الله محمد بن أحمد بن عثمان بن قَايْماز الذهبي، سیر اعلام النبلاء، تحقیق شعیب الارنووط وآخرون (بیروت، موسسۃ الرسالہ، 1990ء) ج37، ص490

[18] ۔محمد ناصر الدین البانی، صحیح وضعیف جامع الصغیر، (اسکندریہ، مرکز نور الاسلام، س۔ن) ج1، ص412۔

[19] أبو عبد الله الحاكم محمد بن عبد الله بن محمد بن حمدويه بن نُعيم بن الحكم الضبي الطهماني النيسابوري المعروف بابن البيع، المستدرک علی الصحیحین، (بیروت، دار الکتب العلمیہ، 1990) تحقیق: مصطفیٰ عبدالقادر عطا، ج2، ص657۔

اور شیر خوار بیٹے سمیت بنی سعد کی دوسری عورتوں کے ساتھ نکلی۔اس سال قحط تھااور ہمارے پاس کچھ بھی نہ تھامیں ایک سفید گدھی پر روانہ ہوئی ہمارے پاس ایک اونٹنی بھی تھی۔ جو واللہ ایک قطرہ دودھ بھی نہ دیتی تھی اور ہم رات بھر اپنے بچے کے بھوک سے بلکنے کی وجہ سے نہ سو سکتے تھے نہ میرے سینے میں اتنا دودھ تھا جو اس کے لئے پورا ہوتا تھا نہ ہماری اونٹنی ان کو خوراک فراہم کر سکتی تھی۔ بس ہمیں صرف امید تھی کہ خوشحالی اور بارش آئی گی۔ میں اپنی گدھی پر تھی جس کی کمزوری اور لاغری کے باعث کبھی پورا قافلہ رک جاتا تھا بہر حال ہم مکہ پہنچ کر بچوں کو تلاش کرنے لگے ہم میں سے ہر عورت کو رسول اللہ ﷺ پیش کئے گئے لیکن جب پتہ چلا کہ یتیم ہے تو سب انکار کرنے لگے کیونکہ ہمیں کسی مشہور باپ کے بیٹے کی تلاش ہوتی تھی۔ اس لئے ہم نے کہا کہ یتیم کی ماں اور دادا ہمیں کیا دیں گے ؟ اس لئے اچھا نہ سمجھا بہر حال میرے ساتھ آنے والی تمام عورتوں کو ان کے پسند کے بچے مل گئے بس صرف میں رہ گئی۔ جب ہم واپسی کے لئے اکھٹے ہو گئیں تو میں نے اپنے شوہر سے کہا مجھے بالکل پسند نہیں کہ اپنے ساتھیوں کے درمیان کوئی بچہ لئے بغیر واپس چلی جاؤں واللہ میں تو اس یتیم کو لے جاؤں گی۔ اس نے کہا تم پر کوئی پابندی نہیں، ہو سکتا ہے اسی میں اللہ برکت دے۔ اس لیے میں گئی اور اسے اٹھا لائی، مجھے ان کو لینے میں کوئی دلچسپی نہ تھی لیکن کوئی اور نہ ملا۔ جب میں آپ ؐ کو لے کر اپنے پڑاؤ پر آئی اور گود میں لے کر سینے سے لگایا تو میری چھاتیوں میں حسب منشاء دودھ آیا آپ ؐ پی کر خوب سیر ہو گئے پھر آپ کے بھائی نے سیر ہو کر پیا اور دونوں سو گئے۔ اس سے پہلے ہم اپنے بچوں کے ساتھ بالکل نہ سوئے تھے میرا شوہر جب اونٹنی کے پاس گیا تو اس کا بھی تھن بھرا ہوا تھا۔ اسے دوہا تو ہم دونوں نے بھی پیٹ بھر کر پیا اور یوں ہم نے آرام سے رات بسر کی۔ صبح ہوئی تو میرے شوہر نے کہا: حلیمہ تمھیں پتہ ہے تم نے بہت مبارک جان اٹھالی ہے میں نے کہا واللہ مجھے بھی یہی امید ہے۔ پھر ہم روانہ ہوئے اور میں آپ ﷺ کو لے کر اپنی گدھی پر سوار ہوئی اللہ کی قسم میں اپنے قافلے سے اگے نکل گئی اور ان کے گدھوں میں سے کوئی بھی ہمارا ساتھ دینے کے قابل نہ تھا۔ یہاں تک کہ میری یہ سہیلیاں پکار اٹھیں اے ابو ذوئب کی بیٹی تیرا ناس ہو، ذرا ہمارا بھی خیال رکھو کیا یہ تیری وہی گدھی نہیں جس پر آئی تھی۔ میں کہتی ہاں ہاں یہ وہی تو ہے لیکن واللہ اس کی تو اب شان نرالی ہے۔ پھر ہم بنی سعد میں اپنے گھر کو پہنچ گئے اور مجھے اللہ کی زمین پر اس سے زیادہ قحط زدہ زمین نظر نہیں آرہی تھی لیکن جب میں آپ ﷺ کو ساتھ لے کر گئی تو ہماری بکریاں شام کو بھرے پیٹوں اور تھنوں کے ساتھ آتیں ہم ان کو دوہتے اور پیتے جبکہ کوئی اور نہ تو ایک قطرہ دودھ دوھتا نہ تھنوں میں پایا جاتا تھا۔ یہاں تک کہ شہری لوگ اپنے چرواہوں کو ڈانٹتے ہوئے کہتے برباد ہو جاو۔ اپنے چوپایوں کو وہاں چراؤ جہاں ابو ذوئب کی بیٹی کا چرواہا چراتا ہے لیکن ان کی بھیڑ بکریاں شام کو بھوکی آتی ان میں ایک قطرہ دودھ بھی نہ ہوتا تھا اور میری بکریاں بالکل سیر ہو کر اور دودھ سے بھر کر آتیں۔ ہم مسلسل اللہ سے خیر و برکت کا مشاہدہ کرتے رہے یہاں تک کہ آپ ﷺ کے دو سال پورے ہو گئے اور میں نے آپ کا دودھ چھڑایا، آپ دوسرے بچوں کے مقابلے میں تیزی سے بڑھ رہے تھے اس لئے دو سال تک پہنچ کر آپ ؐ ہوشیار ہو گئے تھے۔ ہم آپ ﷺ کو ماں کے پاس لے آئے جبکہ آپ ﷺ کی برکات دیکھ کر ہمیں آپ ﷺ کو اپنے پاس رکھنے کی زیادہ لالچ تھی۔ اس لئے آپ ؐ کی والدہ سے بات کی کہ: اگر آپ بچے کو بڑا ہونے تک ہمارے ساتھ رہنے دے تا کہ مکہ کی بیماریوں سے محفوظ رہے، ہمارے مسلسل اصرار پر انہوں نے بچے کو ہمارے ساتھ رہنے دیا اور ہم آپ کو واپس ساتھ لے آئے، اللہ کی قسم ہمارے آنے کے کچھ ماہ بعد آپ اپنے بھائی کے ساتھ ہمارے گھر کے پچھواڑے کے باڑ میں تھے کہ آپ کا بھائی دوڑتا ہوا آیا اور مجھے اور اپنے باپ کو بتایا کہ میرے قریشی بھائی عبد اللہ کو دو سفید کپڑوں والوں نے پکڑ لیا اور لٹا کر پیٹ چاک کیا اور اب پیوند کر رہے ہیں۔ کہتی ہے میں اور اس کا باپ اس طرف گئے تو آپ ﷺ کو کھڑا پایا چہرہ اٹھائے ہوئے تھا میں نے اور آپ کے باپ نے چمٹا لیا اور پوچھا بیٹا کیا ہوا؟ فرمایا دو آدمی آئے جن کے سفید کپڑے تھے مجھے لٹایا پیٹ چاک کیا اور کوئی چیز تلاش کی جس کا مجھے پتہ نہ چلا۔ ہم آپ ؐ کو واپس اپنے خیمے میں لے آئے آپ کے والد نے مجھے کہا حلیمہ ؓ مجھے خطرہ ہے کہ اس بچے کو کوئی اسیب چمٹا ہے اس لئے اس کے ظاہر ہونے سے پہلے ان کو اپنے گھر پہنچا دو۔ کہتی ہے ہم اسے اٹھا کر ماں کے پاس لائے، وہ کہنے لگی کیوں واپس لانے پر مجبور ہوئی دودھ پلانی والی جبکہ تجھے ان کو ساتھ رکھنے کی لالچ تھی؟ میں نے کہا اب میرا بیٹا بڑا ہو گیا ہے اور میں نے بھی اپنی ذمہ داری پوری کی ہے اب کسی حادثے

کے خوف کی وجہ سے آپ کے پاس لائی ہوں۔ جیسا کہ آپ چاہتی تھی اس نے کہا یہ تیری کیا حالت ہے سچ بتاو؟اس نے مجھے بتانے پر مجبور کیا۔ (میرے سچ بتانے پر) کہنے لگیں کیا تمھیں شیطان سے نقصان پہنچانے کا خوف ہے میں نے کہاہاں: کہنے لگے واللہ میرے بیٹے پر شیطان کو کوئی طاقت نہیں میرے بیٹے کی شان ہی الگ ہے میں تمھیں اس کا قصہ نہ بتاوں؟ میں نے کہاہاں ضرور بتائیں۔ کہنے لگیں جب میں اس کے ساتھ حاملہ ہوگئی تو دیکھا کہ مجھ سے ایک نور نکلا جس نے شام کے شہر بصری کے محلات روشن کئے پھر واللہ میں نے اس سے ہلکا اور آسان حمل نہیں دیکھا ہے جب پیدا ہوئے تو دونوں ہاتھ زمین پر رکھ کر چہرہ آسمان کی طرف اٹھایا ان خدشات کو جھٹک کر اطمینان کے ساتھ لے جایئے۔

اس روایت میں جو واقعات بیان ہوئے ہیں اس کو سند کے ساتھ ابن حبان نے اپنے کتاب صحیح ابن حبان میں درجہ ذیل سند کے ساتھ نقل کیا ہے۔

"حَدَّثَنَا مَسْرُوقُ بْنُ الْمَرْزُبَانِ الْكُوفِيُّ، وَالْحَسَنُ بْنُ حَمَّادٍ، وَنَسَخْتُهُ مِنْ حَدِيثِ مَسْرُوقٍ، حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ زَكَرِيَّا بْنِ زَائِدَةَ، حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ إِسْحَاقَ، عَنْ جَهْمِ بْنِ أَبِي جَهْمٍ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ جَعْفَرٍ، عَنْ حَلِيمَةَ بِنْتِ الْحَارِثِ أُمِّ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ السَّعْدِيَّةِ الَّتِي أَرْضَعَتْهُ"[20]

اس روایت میں مسروق بن الرزبان ہے جس کے بارے میں ابو حاتم نے کہا ہے کہ وہ قوی نہیں ہیں۔ البتہ ابن حبان نے اسے ثقہ جبکہ امام ذہبی نے اسے صدوق کہا ہے۔ ایک اور راوی جو کہ جہم بن ابی جہم ہے وہ بھی مجہول راوی ہیں۔ اس روایت میں عبداللہ بن جعفر حضرت حلیمہ سے روایت نقل کرتے ہیں جبکہ عبداللہ بن جعفرؓ کی حضرت حلیمہ سے سماع ثابت نہیں ہے لہٰذا یہ روایت ضعیف ہے۔

شق صدر:

رسول اکرم ﷺ کا جو ایک بہت بڑا اور عظیم معجزہ تھا وہ شق صدر کا معجزہ ہے۔ یشق صدر کا واقعہ آپ ﷺ کے ساتھ بعض کتب سیرت کے مطابق چار دفعہ جبکہ بعض کے مطابق دو دفعہ رونما ہوا۔ صحیح روایات کے مطابق شق صدر کا واقعہ دو دفعہ رونما ہوا ہے ایک بچپن میں جب آپ ﷺ کی عمر تقریباً چار سال تھا اور دوسری دفعہ شب معراج کے موقع پر رونما ہوا۔ بچپن میں آپؐ کے شق صدر کے حوالے سے جو روایت ابن سید الناس نے نقل کی ہے وہ درجہ ذیل ہے۔

بتایا جاتا ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے صحابہ کی ایک گروہ نے کہا یارسول اللہ ہمیں اپنے بارے میں بتایئے آپؐ نے فرمایا میں اپنے باپ ابراہیمؑ کی دعا اور عیسیٰؑ کی بشارت ہوں۔ دوران حمل میری ماں نے خواب میں دیکھا کہ ان سے ایک نور خارج ہوا جس سے شام کے محلات روشن ہوگئے۔ ہاں مجھے بنی سعد بن بکر میں مجھے دودھ پلایا گیا۔ اس دوران میں میں اپنے بھائی کے ساتھ گھر کے پچھواڑے بکریوں کے بچے چرا رہا تھا کہ سفید کپڑے والے دو شخص آئے ان کے ساتھ برف سے بھری ہوئی ایک طشتری تھی انہوں نے مجھے پکڑ کر میرا پیٹ چاک کیا میرا دل نکالا اور اسے چاک کر کے خون کا سیاہ ٹکڑا نکال پھینکا۔ پھر اس برف سے میرا دل اور پیٹ دھو کر صاف کیا۔ پھر ایک نے اپنے دوسرے ساتھی سے کہا ان کو اپنی امت کے دس افراد سے تولو۔ اس نے میری امت کے دس افراد سے میرا وزن کیا تو میرا وزن زیادہ ہوگیا۔ پھر کہا کہ اس کے امت کے سو افراد سے وزن کرلو چنانچہ سو افراد سے میرا وزن کیا اور میں بڑھ گیا۔ پھر کہا کہ اس کے امت کے ایک ہزار افراد سے اس کا وزن کرلو چنانچہ ایک ہزار افراد سے میرا وزن کیا گیا اور میں بڑھ گیا تو کہا چھوڑ دو اگر یہ پوری امت کے ساتھ وزن کیا جائے تو یہ بھاری ہو جائے گا۔[21]

اس راویت کو درجہ ذیل سند کے ساتھ امام بیہقی نے نقل کیا ہے۔

[20] ۔محمد بن حبان بن أحمد بن حبان بن معاذ بن مَعْبدَ، التميمي، صحيح ابن حبان بترتيب ابن بلبان، تحقيق :شعيب الارنووط،طبعه الثالثه، (بيروت،موسسة الرساله،1990)ج14،ص243۔

[21] ۔ابن سید الناس، محمد بن محمد، عیون الاثر فی فنون المغازی والشمائل والسیر، (بیروت، دار ابن کثیر، س-ن)، ج1، ص43

أَخْبَرَنَا أَبُو عَبْدِ اللهِ الْحَافِظُ، قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو الْعَبَّاسِ، قَالَ: حَدَّثَنَا أَحْمَدُ، قَالَ: حَدَّثَنَا يُونُسُ، عَنِ ابْنِ إِسْحَاقَ، قَالَ: حَدَّثَنِي ثَوْرُ بْنُ يَزِيدَ، عَنْ خَالِدِ بْنِ مَعْدَانَ، عَنْ أَصْحَابِ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، أَنَّهُمْ قَالُوا لَهُ: أَخْبِرْنَا عَنْ نَفْسِكَ. فَذَكَرَ الْحَدِيثَ[22]

امام حاکم نے اس روایت کو صحیح کہا ہے۔ابو نعیم الاصفہانی نے اس روایت کو درجہ ذیل سند کے ساتھ نقل کیا ہے۔

وَحَدَّثَنَا أَبُو عَمْرِو بْنُ حَمْدَانَ قَالَ: ثنا الْحَسَنُ بْنُ سُفْيَانَ قَالَ: ثنا هَدَبَةُ وَشَيْبَانُ قَالَا: ثنا حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ قَالَ: ثنا ثَابِتٌ، عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ[23]

یہ روایت صحیح ہے،امام مسلم نے اسی سند کے ساتھ اس روایت کو نقل کیا ہے۔[24] محمد ناصر الدین البانی نے صحیح سیرۃ النبی میں اسی سند کے ساتھ اس روایت کو نقل کیا ہے۔ابن حبان نے الاحسان فی تقریب صحیح ابن حبان میں بھی اسی سند کے ساتھ ذکر کیا ہے۔[25]

درختوں کا سجدہ ریز ہونا:

ابن سید الناس نے ایک اور ارہاص کا تذکرہ کیا ہے جو کہ سفر شام کے موقع پر وارد ہوا تھا جب آپؐ اپنے چچا ابو طالب کے ساتھ پہلی دفعہ شام کے سفر پر روانہ ہوئے اور راستے پر ایک بحیرہ نامی راہب نے آپ کو دعوت دی اور اسی دعوت کے نتیجے میں آپ ﷺ سے ملاقات ہوئی اور بحیرا راہب نے آپ ﷺ کے نبوت کے علامات کا تذکرہ آپ کے چچا ابو طالب سے کیا جس کا تذکرہ کیا جس کو ابن سید الناس نے یہاں پر نقل کیا ہے جو کہ درجہ ذیل ہے۔

ہم نے ترمذیؒ کے طریق سے نقل کیا ہے کہتا ہے کہ ہمیں ابو الفضل بن سہل ابو العباس الاعرج البغدادیؒ نے بیان کیا ان کو ابو عبدالرحمٰن بن غزوان ابو نوحؒ نے بیان کیا ان کو یونس بن ابی اسحاقؒ نے خبر دی بکر بن ابی موسیؒ سے اور اس نے اپنے باپ سے کہ ابو طالب قریش کے کچھ بزرگوں کے ساتھ شام گئے اور نبی ﷺ بھی ان کے ساتھ نکلے،جب وہ راہب کے پاس پہنچے تو سواریوں سے اترے اور اپنا سامان بھی رکھ دیا تو راہب باہر آگئے جبکہ اس سے پہلے جب وہ یہاں سے گزرتے تھے تو یہ راہب نہ ان کے پاس آتا نہ ان کی طرف توجہ کرتا،وہ آپنا سامان کھول رہے تھے اور راھب ان کے درمیان گھومتا رہا یہاں تک کہ رسول اللہ ﷺ کا ہاتھ پکڑ کر کہا یہ سید العالمین ہیں یہ رب العالمین کے رسول ہیں اللہ ان کو تمام مخلوق کے لئے رحمت بنا کر مبعوث فرمائے گا قریش کے بزرگوں نے کہا آپ کو کیا پتہ ہے؟اس نے کہا جب تم اس گھاٹی پر چڑھ گئے تمام درخت اور پتھر سجدے میں گر گئے اور یہ نبی ﷺ کے علاوہ کسی کو سجدہ نہیں کرتے۔میں ان کو مہر نبوت سے بھی پہچانتا ہوں جو کولہے کی ہڈی کے نیچے سیب کی طرح ہے۔پھر وہ واپس چلا گیا اور ان کے لئے دعوت کا اہتمام کیا جب وہ کھانے کے لئے گئے تو اس وقت آپ ﷺ اونٹ چرا رہے تھے،اس لئے آپ ﷺ کو لینے کے لئے ایک آدمی بھیجا جب آپؐ آنے لگے تو بادل کا ایک ٹکڑا آپ ﷺ پر سایہ کئے ہوئے تھا جب قریب آئے تو سب لوگ آپ ﷺ سے پہلے درخت کے سایہ میں پہنچ گئے تھے،جب آپ ﷺ بیٹھ گئے تو درخت کا سایہ آپ کی طرف ہو گیا،راوی کہتا ہے کہ آپ ﷺ یونہی کھڑے تھے اور راہب ان کو قسمیں دے رہا تھا کہ ان کو روم (یعنی عیسائیوں کے پاس) نہ لے جاو کیونکہ اگر رومیوں نے آپ کو دیکھا تو ان کی صفات سے پہچان لیں گے اور قتل کریں گے۔(اسی وقت) جب اس نے ادھر دیکھا تو سات آدمی روم سے آکر کھڑے

---

[22] ۔ابو بکر احمد بن حسین البیہقی،دلائل النبوہ،تحقیق:عبد المعطی قلعی(بیروت،دار الکتب علمیہ،1405)،ج1،ص145۔

[23] ۔ أبو نعیم أحمد بن عبد اللہ بن أحمد بن إسحاق بن موسی بن مھران الأصبھانی،دلائل النبوہ،تحقیق:ڈاکٹر محمد رواس،طبعہ الثانیہ،(بیروت،دارالنفائس،1986)،ج1،ص221۔

[24] ۔ابوالحسین،مسلم بن الحجاج القشیری،،جامع صحیح مسلم،(بیروت،دارالجیل،1974)ج1،ص147۔

[25] ابن حبان،ابو حاتم محمد بن حبان،صحیح ابن حبان بترتیب ابن بلبان(صحیح ابن حبان)،تحقیق:شعیب الارنؤوط(بیروت،مؤسسۃ الرسالۃ1414ھ/1993ء)ج249،14۔

ہو گئے اس نے ان کا استقبال کیا اور پوچھا کیوں آ گئے ہوں ؟ انہوں نے جواب دیا کہ آخری نبی ﷺ اسی مہینے آنے والے ہیں اس لئے ہم نے ہر راستے پر آدمی بھیجے ہیں ہم کو بھی ان کے آنے کی خبر ہو گئی ہے اس لئے آپ کی طرف بھیجے گئے ہیں۔ اس راہب نے پوچھا کیا تمہارے پیچھے کوئی ایسا آدمی ہے جو تم سے بہتر ہو ؟ کہنے لگے ہم بہتر لوگ منتخب ہو کر آپ کی طرف بھیجے گئے ہیں، اس نے کہا مجھے بتاوا گر اللہ نے کسی کام کے کرنے کا فیصلہ کیا ہو تو کسی میں اسے ٹالنے کی طاقت ہے ؟ وہ کہنے لگے نہیں۔ راوی کہتا ہے، انہوں نے اس کے ساتھ بیعت کی اور ساتھ رہنے لگے۔ اس راہب نے پوچھا تمھیں خدا کی قسم اس کا سرپرست کون ہے ؟ وہ کہنے لگے کہ ابو طالب ہے، وہ ابو طالب کو مسلسل قسمیں دینے لگا یہاں تک کہ اس نے ابو بکرؓ اور بلالؓ ان کے ساتھ کر کے واپس بھیج دیا۔ راہب نے خرچ کے لئے کیک اور زیتون کا تیل دیدیا۔[26]

ابو عیسیٰؒ نے کہا ہے کہ یہ حدیث حسن غریب ہے اور اس طریق کے علاوہ ہم اس کا اور طریق نہیں جانتے۔

اس روایت کی جرح و تعدیل خود ابن سید الناس نے کی ہے اور اس کا خلاصہ ذکر کیا ہے جو کہ درجہ ذیل ہے۔

میں کہتا ہوں اس حدیث کی سند میں کوئی ایسا راوی نہیں جس سے بخاری اور مسلم میں روایت نہ کی گئی ہو۔ عبدالرحمٰن بن غزوان ابو نوحؒ کا لقب (قراد) ہے جس سے صرف بخاری نے روایت کی ہے اور یونس بن اسحاقؒ سے اکیلے مسلم نے روایت کی ہے، اس کے باوجود اس حدیث کے متن میں "نکارت" ہے جیسے ابو بکرؓ کا آپ ﷺ کے ساتھ بلالؓ بھیجنا۔ یہ کیونکر ہو سکتا ہے جبکہ ابو بکرؓ اس وقت دس سال کے بھی نہیں تھے کیونکہ نبی ﷺ ابو بکرؓ سے دو سال بڑے تھے۔ ابو جعفر محمد بن جریر طبریؒ وغیرہ کے مطابق اس وقت نبی ﷺ نو سال کے تھے یا دوسروں کے مطابق بارہ سال کے تھے، اسی طرح بلالؓ اس وقت ابو بکرؓ کے پاس نہیں تھے بلکہ تیس سال سے زیادہ عرصہ کے بعد ان کی ملکیت میں آئے، اس وقت وہ خلف کے بیٹوں کے پاس تھے اور جب اسلام کی وجہ سے اور اللہ کے لئے ان کو سزائیں دی گئیں تو ابو بکرؓ نے ان پر ترس کھا کر نجات دینے کے لئے خریدا جس کا واقعہ معروف و مشہور ہے۔[27]

ہم کہتے ہیں کہ اس روایت کی سند صحیح ہے البتہ ابو بکرؓ اور بلالؓ کے الفاظ درست نہیں ہیں جس میں تسامح ہوئی ہے۔

بادلوں کا سایہ فگن ہونا:

ابن سید الناس نے آپ کا دوسری مرتبہ شام کی طرف سفر کا ذکر کیا ہے جس میں آپؐ پر بادلوں نے جو سایہ کیا ہوا تھا اس کا تذکرہ ہے۔ آپ لکھتے ہیں کہ ہم نے ابو ربیع بن سالمؒ سے نقل کیا ہے کہ واقدیؒ نے اپنی سند سے یعلیٰ بن منیہ کی بہن نفیسہ بنت منیہؓ سے اسی طرح انہوں نے ابو علی ابن سکنؒ کی سند سے نقل کیا ہے اور ہر ایک کا بیان دوسرے میں داخل ہے اور دونوں کے الفاظ بھی ملتے جلتے ہیں۔ بس کبھی کسی ایک میں تھوڑا سا اضافہ ہے جبکہ دونوں روایات نفیسہ سے ہیں۔ وہ کہتی ہے کہ جب رسول اللہ ﷺ پچیس سال کے ہوئے اور اس وقت آپ مکہ میں صرف "امین" کہلاتے تھے کیونکہ ان کے اندر خیر کی تمام مصلحتیں جمع تھیں تو ابو طالب نے آپؐ سے کہا کہ بھتیجے میں ایک غریب آدمی ہوں وقت بھی بڑا سخت ہے، سال بھی کچھ انوکھے ہیں، ہمارے پاس نہ تو کچھ مویشی ہیں اور نہ سامان تجارت، اب یہ آپ کی قوم کا قافلہ شام جا رہا ہے اور خدیجہؓ آپ کی قوم کے لوگوں کو اس قافلے کے ساتھ بھیج رہی ہے جو اس کا مال تجارت لے کر جاتے ہیں اور منافع کما کر لاتے ہیں اگر تو اس کے پاس جا کر اپنا آپ اس مقصد کے لئے پیش کرو گے تو وہ تیری طرف لپکے گی اور دوسرے لوگوں پر آپ کو فوقیت دے گی کیونکہ آپ کی پاکیزگی کے بارے میں وہ آگاہ ہے۔ اگرچہ آپ کے شام جانے کو میں اچھا نہیں سمجھتا اور یہود سے خطرہ بھی محسوس کرتا ہوں لیکن اس کے علاوہ بھی کوئی اور راستہ نظر نہیں آ رہا۔ خدیجہ اس وقت معزز تجارت پیشہ خاتون تھیں اور بڑی مالدار تھیں جو اپنا سامان تجارت شام بھیجتی تو صرف اس کا مال قریش کے پورے قافلے کے برابر

---

[26] ۔ابو عیسیٰ محمد بن عیسیٰ الترمذی، الجامع الصحیح سنن الترمذی، تحقیق: احمد محمد شاکر، (بیروت، دار احیاء التراث العربی، 1975) طبعہ دوم، ج 5، ص 590۔

[27] ۔ابن سید الناس، عیون الاثر، ج 1، ص 54۔

ہوتا تھا۔ وہ مختلف لوگوں کو اپنا مال تجارت مضاربت پر دیتی تھیں، قریش ایک تجارت پیشہ قوم تھی جو تجارت نہ کرتا اس کے پاس کچھ بھی نہ ہوتا تھا۔ آپ ﷺ نے جواب دیا (ابو طالب کو) کہ وہ خود مجھے اس بارے میں پیش کش کر دے گی۔ ابو طالب نے عرض کی کہ مجھے خوف ہے کہیں وہ کسی اور کو یہ اختیار نہ دے پھر آپ بھی افسوس کریں گے۔ اس گفتگو کے بعد دونوں الگ ہو گئے۔ جب خدیجہؓ کو آپ کا اپنے چچا سے گفتگو کی خبر پہنچی اور اس سے پہلے آپؐ کی سچائی، امانتداری اور حسن اخلاق سے وہ آگاہ ہوئی تھیں تو کہنے لگی کہ "، مجھے معلوم نہ تھا کہ آپ یہ ارادہ کریں گے " پھر آپؐ کو کہلا بھیجا کہ آپ کی سچائی، امانت داری اور حسن اخلاق نے مجھے اس پیشکش کے لئے مجبور کیا ہے۔ میں آپ کی قوم کے دوسرے لوگوں کو جتنا حصہ دیتی ہوں اس سے دوگنا آپ ﷺ کو دوں گی، آپ ﷺ نے یہ پیش کش قبول فرما کر ابو طالب سے بات کی تو انہوں نے کہا کہ یہ تو اللہ کا دیا ہوا رزق ہے جو آپ کی طرف کھینچا چلا آیا ہے۔ یوں آپ ﷺ اس کے غلام میسرہ کے ساتھ شام روانہ ہوئے، آپ کے چچا قافلے والوں کو برابر تاکید کرتے رہے یہاں تک کہ قافلہ شام پہنچا اور بُصریٰ کے بازار میں ایک درخت کے سائے میں ٹھہرا جو نسطورہ نامی راہب کے عبادت خانے (صومعہ) کے قریب تھا۔ یہ راہب میسرہ کو جانتا تھا۔ اس نے سر اٹھا کر دیکھا اور میسرہ سے پوچھا: میسرہ یہ کون درخت کے سائے میں اترا ہے؟ میسرہ نے جواب دیا کہ قریش کا ایک فرد ہے جو حرم سے تعلق رکھتا ہے، راہب نے کہا اس درخت کے نیچے تو صرف نبی ٹھہر گئے ہیں۔ پھر پوچھا کیا ان کی آنکھوں میں سرخی ہے؟ میسرہ نے کہا ہاں وہ ہمیشہ رہتی ہے۔ راہب نے کہا تو وہی ہے آخری نبی، کاش میں اس وقت ہوتا جب ان کو نکلنے کا حکم دیا جائے گا۔ میسرہ نے یہ باتیں یاد رکھیں، اس کے بعد رسول اللہ ﷺ بصریٰ کے بازار گئے اور اپنا سارا سامان فروخت کر کے خریداری کی، اس دوران آپ ﷺ کا کسی آدمی سے اختلاف ہوا تو اس آدمی نے کہا کہ تم لات و عزیٰ کی قسم اُٹھاؤ۔ آپ نے فرمایا: میں نے کبھی ان دونوں کی قسم نہیں اٹھائی ہے، اس شخص نے کہا کہ پھر تو آپ ہی کی بات ٹھیک تھی، پھر اس شخص نے میسرہ کو الگ کر کے کہا کہ میسرہ: یہ تو نبی ہے اس خدا کی قسم جس کے قبضے میں میری جان ہے یہ وہی ہے جس کی صفات ہمارے راہب اپنی کتابوں میں پاتے ہیں۔ " میسرہ نے یہ باتیں بھی یاد رکھیں، پھر سارے قافلے والے لوٹ آئے۔ میسرہ دیکھتا رہا کہ جب گرمی شدت اختیار کرتی تو دو فرشتے آپ پر سایہ کر دیتے اور آپ اپنے اونٹ پر سوار ہوتے اور اللہ تعالیٰ نے میسرہ کے دل میں آپ کی ایسی محبت ڈال دی کہ وہ رسول اللہ ﷺ کے غلام بن گئے جب واپسی پر وہ مرالظہران پہنچے تو آپؐ آگے ہو کر دوپہر کو مکہ پہنچے۔ اس وقت خدیجہؓ اپنے بالاخانے میں دوسری خواتین کے ساتھ تھیں جن میں نفیسہ بنت منیہؓ بھی تھی۔ انہوں نے رسول اللہ ﷺ کو اپنے اونٹ پر سوار مکہ میں داخل ہوتے ہوئے دیکھا اس وقت دو فرشتے آپ پر سایہ کئے ہوئے تھے، اس نے دوسری خواتین کو اس طرف متوجہ کیا جو یہ دیکھ کر دنگ رہ گئیں۔ اس دوران آپ ﷺ پہنچے اور اپنے تجارتی منافع کی اطلاع دی تو وہ بہت خوش ہوئی، جب میسرہ پہنچے تو اس (خدیجہؓ) نے جو منظر دیکھا تھا اس کے بارے میں بتایا، میسرہ نے کہا کہ یہ تو میں شام سے نکلتے ہی دیکھ رہا ہوں۔ پھر نسطورا راہب اور اس دوسرے آدمی کی باتیں بھی بتائیں جس نے خرید و فروخت میں آپ سے اختلاف کیا تھا۔[28]

بحث کا خلاصہ:

ابن سید الناس ایک مفسر، محدث، سیرت نگار اور فقیہ گزرے ہیں جنہوں نے تمام شعبوں میں گراں قدر خدمات سرانجام دی ہیں انہی خدمات میں سے ایک سیرت کے موضوع پر عیون الاثر فی فنون المغازی والشمائل والسیر ہے۔ سیرت کے باب میں یہ ایک گراں قدر خدمت ہے، بعد کے سیرت نگاروں نے اس کتاب سے کافی استفادہ کیا ہے۔ ابن سید الناسؒ نے کتاب کے آغاز میں آپ ﷺ کے جوار ہاصات بیان کئے ہیں اگرچہ ان میں ضعیف روایات موجود ہیں لیکن پھر بھی یہ سیرت کے باب میں یہ ایک بڑی کاوش ہے جو آپؒ نے انجام دی ہے۔ کیونکہ آپ نے جو روایات نقل کی ہیں وہ سند کے ساتھ نقل کرنے کی کافی کوشش کی ہے، جس کی وجہ سے تمام روایات کی تحقیق آسانی سے ہو سکتی ہے۔

[28] ۔ ابن سید الناس، عیون الاثر، ج 1، ص 61۔